Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 37, Sr.No.105, 2016 pp 55 - 70

مجلۂ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۷، اکتوبر۔دسمبر ۲۰۱۶ء، شمارہ ۱۰۵

پروفیسر کرّار حسین کے تنقیدی تصورات
(تہذیب وثقافت کے سیاق وتناظر میں)

ڈاکٹر نبیل احمد نبیل☆

Abstract:

This article presents the debates of culture and civilization in context to the critical thinking and concepts of Prof. Karrar Hussain. The article points out the issues which is being faced by culture along with the detailed discussion on the elements of culture generally and in Pakistani context specifically. The three major elements which influence the culture are religion, environment and history. These three elements develop the culture of a society collectively. The two famous critical essays "Culture Ka Masla" and "Pakistani Culture aur iskey Masail" written by Prof. Karrar Hussain has been discussed in this article with special reference to culture and civilization. In these articles, there is a comprehensive discussion on national culture, regional culture and mass culture.

Keywords : تہذیب وثقافت، کلچر کے مسائل، پاکستانی کلچر، کلچر کے عوامل، قومی کلچر، علاقائی کلچر، عوامی کلچر، سماجی زندگی، کلچرل ورثہ

کلچر (ثقافت) اِنسان کے وہ تمام غیر حیاتیاتی یا سماجی پہلو ہیں، جنھیں اِنسان اپنے ماحول سے سیکھتا ہے اور اختیار کرتا ہے۔ کلچر کا تعلق رسم و رواج، عقائد، آرٹ، موسیقی اور اِس طرح کے تمام اِنسانی خیالات وتصورات سے ہے، جو اِنسانوں کا مخصوص گروہ مخصوص وقت میں رکھتا ہے۔ وقت کا تعلق کلچر

☆ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لوئر مال کیمپس، لاہور

کے ساتھ جوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ کلچر کوئی static یا stagnant شے نہیں ہے بلکہ یہ dynamic یا vibrant شے ہے۔کلچر میں اِنسانی خیالات و تصورات چار سطحوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔پہلی سطح پر سماجی رویے سامنے آتے ہیں، دوسری سطح پر اِنھی رویوں کی بنیاد پر مشترکہ خصوصیات جنم لیتی ہیں، تیسری سطح پر مشترکہ خصوصیات کی بنیاد پر سماجی سرگرمیوں کو فروغ ملتا ہے، چوتھی اور آخری سطح پر معاشرے میں تخلیقیت کا رجحان سامنے آتا ہے۔جبکہ سویلزیشن (تہذیب) مجموعہ ہے کلچرز، سائنس، ٹیکنالوجی، انڈسٹری اور ہر طرح کی تنظیم کا، جو اِنسانی ترقی کی سطح کی نمائندگی کرتی ہے، جس کی بنیادی خصوصیات میں مرکزی حکومت، شہری آبادی، مذہب، معاشرتی ڈھانچہ، تصانیف اور فنون شامل ہیں۔اِس میں سیاسی، معاشی، معاشرتی اور ہر طرح کے مادی پہلوؤں کا اظہار ملتا ہے، جو کہ سویلزیشن کا خاصا ہے۔جو ادیب کلچر اور سویلزیشن کو اکٹھا کلچر کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں، وہ کلچر کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔پہلے حصے کو مادی کلچر کا نام دیتے ہیں، جس میں تمام مادی اشیا جیسا کہ سائنس، ٹیکنالوجی، انڈسٹری، تجارت، پیشے، مکانات، عمارتیں، سڑکیں، باغات، پارکس اور آلات وغیرہ شامل ہیں۔دوسرے حصے کو غیر مادی کلچر کا نام دیتے ہیں، جس کا تعلق اِنسانی ذہن، اُس کے تصورات، جذبات، فلسفہ، مذہب، عقائد، رسم و رواج، میلے ٹھیلے، لباس، رویے، کھیل اور تمام سماجی سرگرمیوں کے ساتھ ہے۔حالاں کہ یہی مادی حصہ تہذیب اور غیر مادی حصہ ثقافت کہلاتا ہے۔انڈیا میں اکثر ادیبوں نے تہذیب و ثقافت کے لیے مجموعی طور پر کلچر کی اصطلاح کو ہی استعمال کیا ہے اور وہاں مسلمان ادیبوں نے مشترکہ کلچر کی بات کی ہے، جن میں ڈاکٹر سید عابد حسین، بیگم صالحہ عابد حسین، ڈاکٹر سید محمود، پروفیسر آل احمد سرور، پروفیسر خواجہ احمد فاروقی، ڈاکٹر مسعود حسین خاں، ڈاکٹر خلیق انجم، پروفیسر محمد حسن، ڈاکٹر قمر رئیس، پروفیسر ظہیر احمد صدیقی، پروفیسر نثار احمد فاروقی، ڈاکٹر تنویر احمد علوی، ڈاکٹر جاوید وششٹ، ڈاکٹر محمد عمر، ڈاکٹر مظفر حنفی اور ڈاکٹر کامل قریشی کے نام نمایاں ہیں۔جبکہ پاکستان میں اکثر ادیبوں نے تہذیب و ثقافت کے لیے علیحدہ علیحدہ اصطلاحات استعمال کی ہیں اور کسی مشترکہ کلچر کی بات، جیسا کہ انڈیا کے مسلمان ادیبوں کے یہاں ہمیں سنائی دیتی ہے، پاکستانی ادیبوں کے یہاں نظر نہیں آتی۔اِن پاکستانی ادیبوں میں محمد حسن عسکری، ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر سجاد باقر رضوی، ڈاکٹر جمیل جالبی، شمیم احمد، ممتاز حسین، سلیم احمد، سبط حسن، ڈاکٹر محمد اجمل، ڈاکٹر محمد احسن فاروقی، سید محمد تقی، احمد ندیم قاسمی، ڈاکٹر محمد علی صدیقی، فیض احمد فیض، ڈاکٹر سید عبداللہ، سراج منیر، نظیر صدیقی، محمد صفدر میر، ڈاکٹر سلیم اختر، محمد ہادی حسین،

جیلانی کامران، انتظار حسین، ڈاکٹر وزیر آغا اور پروفیسر کرّار حسین کے نام نمایاں ہیں۔ کلچر کے موجودہ تصورات میں قومیت کے نئے تصور کو نمایاں حیثیت دی جا رہی ہے، جس کے لیے مخصوص جغرافیائی حدود میں رہتے ہوئے کلچر کو بیان کیا جاتا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد کلچر کے موضوع کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اس دور کے ادیبوں، دانش وروں اور ناقدین نے خاص طور سے کلچر کے موضوع پر مضامین حوالہء قلم کیے۔ پروفیسر کرّار حسین کا شمار بھی اس دور کے پاکستانی دانش وروں میں ہوتا ہے جو پاکستانی سماج میں اعلیٰ اخلاقی اقدار اور وحدت و یگانگت اور یکجہتی کا فروغ چاہتے تھے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ "I am half sufi and half (1)" communist دنیاوی اعتبار سے وہ کمیونسٹ تھے اور روحانی اعتبار سے وہ صوفی تھے۔ اُن کے خیالات کے مطابق صوفی ازم اور کمیونزم دونوں کی اپروچ انسانیت کے لیے ایک جیسی ہے۔ سچ کبھی تبدیل نہیں ہوتا مگر حقیقت تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ وہ دورِ جدید کے مسائل کے حل کے لیے انسان میں تخلیقی قوت کی موجودگی پر زور دیتے ہیں، جو اُس کی شناخت کی ضامن ہوتی ہے۔ انھوں نے پاکستانی معاشرے کے اہم مسائل پر نہایت مدلّل انداز سے مضامین تحریر کیے۔ ان کے نزدیک کلچر اعلیٰ انسانی اقدار کے نتیجے میں معاشرے میں جنم لیتا ہے۔ وہ کلچر کو کسی بھی معاشرے کے مخصوص طرزِ زندگی کا اظہار تصور کرتے ہیں۔ وہ کلچر کے متعلق لکھتے ہیں:

> "ہم کلچر کے مسئلوں پر غور بھی کر رہے ہیں اور اس موضوع کو اتنی اہمیت دے کر اپنے بحث کے طریقے (approach) میں اپنے کلچر کا اظہار بھی کر رہے ہیں۔ شاید کلچر کے مسائل پر غور و خوض کرنے کا ایک مقصد یہ ہو کہ جب مسائل کی تشخیص ہو جائے گی تو اُن کا کچھ حل بھی نکل آئے گا اور جب مسئلے حل ہو جائیں گے تو کلچر پیدا ہو جائے گا اور اگر کوئی پُوچھے کہ آخر کیا ضرور ہے کہ کلچر پیدا ہی کیا جائے؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ ہر قوم اور ہر معاشرہ کلچر پیدا کرتا ہے اور اگر ہم کلچر پیدا نہیں کریں گے تو اقوامِ عالم کو کیا منہ دکھائیں گے لیکن شعوری کوششوں سے جان دار کلچر پیدا نہیں ہوتا۔ کلچر کا اہم حصہ اس کا غیر شعوری حصہ ہوتا ہے۔ منصوبہ بندی سے کلچر اس لیے پیدا نہیں ہو سکتا کیوں کہ منصوبہ بندی کے محرکات بھی تو کلچر ہی کا حصہ ہیں۔ یہ بات کہ کلچر کو اس لیے پیدا کیا جائے کہ اس کا پیدا کرنا ضروری ہے یا اگر ہم کلچر پیدا نہیں کرتے تو اقوام عالم ہمارے متعلق کیا رائے رکھیں گی، خُود ہمارے ذہنی کلچر کی غمازی کرتی ہے۔ کلچر ایک معاشرے کے مخصوص طرزِ زندگی کے اظہار کو کہتے ہیں۔ یہ اظہار روز مرہ کے رہن سہن اور میل ملاپ میں بھی ہوتا ہے اور ادب، آرٹ، فلسفے، سائنس میں بھی۔" (۲)

درحقیقت ہر معاشرے کا کلچر ہوتا ہے۔ افرادِ معاشرہ کے ذریعے ہر کلچر کی نمائندگی ہوتی ہے۔

معاشرے میں اعلیٰ اقدار کا فروغ، افرادِ معاشرہ کا کام ہے۔ اعلیٰ اقدار، روایات، اعلیٰ درجے کی اخلاقیات، بہترین شعر و ادب، فکر و فلسفہ، آرٹ، علوم و فنون، مذہب، معتقدات، عادات و اطوار، ادب و آداب، شائستگی، بہترین انسانی رویے، مذکورہ عناصر و عوامل کا تعلق انسانی زندگی کے داخلی اظہار سے ہے اور یہ اجزائے ترکیبی کسی بھی معاشرے کے کلچر کی تشکیل و تعمیر میں برابر حصہ لیتے رہتے ہیں اور یہ عمل افرادِ معاشرہ کے مابین تسلسل کے ساتھ صدیوں تک نسل در نسل جاری و ساری رہتا ہے۔ کلچر کوئی ایسا عنصر نہیں ہے جس کو منصوبہ بندی کے ذریعے پیدا کرنے کی ضرورت پیش آئے بلکہ ہر انسانی معاشرہ اور اس کے افراد باہمی زندگی کے ارتباط اور تال میل کے نتیجے میں کلچر کی پیدائش کو یقینی بناتے رہتے ہے۔ کلچر کا کام یہ ہے کہ وہ کسی بھی معاشرے کے طریقِ زندگی کا مظہر ہے۔ کلچر کے ذریعے کسی بھی معاشرے یا اس کے اندر مختلف طبقات، گروہوں یا کلاس وغیرہ کی درجہ بندی کی جاسکتی ہے اور اس کے علاوہ کسی بھی سماج کے اندر سماجی رویوں کی پیش گوئی بھی کلچر کا فریضہ ہے۔

رشید احمد جالندھری کلچر کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "ثقافت (کلچر) کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ وہ زندگی کی روحانی، فکری، مذہبی اور اخلاقی قدروں کی مجسم تصویر کا نام ہے، سچائی، حسن، خیرِ محض، اِنصاف اور محبت اِسی کلچر کی کرنیں ہیں۔" (۳)

Rcragun Ryan T. Cragun اپنی کتاب "Introduction to Sociology" سماجی زندگی کے عناصر کو کلچر کے نمائندہ گردانتے ہیں:

> "Generally speaking, the following elements of social life are considered to be representative of human culture: "stories, beliefs, media, ideas, works of art, religious practices, fashions, rituals, specialized knowledge, and common sense."(4)

اگر چہ سوسائٹی لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے لیکن وہ انسانوں کے مجموعے سے زیادہ حیثیت رکھتی ہے اور انسانوں کا مجموعہ ایک سوسائٹی کے لیے ضروری ہے اور جب اس مجموعے کے لوگوں کے عام رویوں کو مربوط کیا جاتا ہے تو اس مجموعے کو سوسائٹی کہا جاتا ہے۔ سوسائٹی لوگوں کے گروہوں یا تنظیم پر دلالت کرتی ہے۔ کلچر، سوسائٹی کی ایک پیداوار ہے، اگر چہ کلچر نے ایک انسانی گروہ کے مخصوص طرزِ عمل کے ساتھ تعامل، دہرائے جانے والے اطوار کے وجود کا پہلے سے موجود ہونا ضروری ہے۔ کلچر؛ نظریات، معنی اور علم، شعوری اور لاشعوری طور پر جو لوگ آپس میں share کرتے ہیں، کو دلالت کرتا ہے۔

پروفیسر کرّار حسین لکھتے ہیں:

" کلچر کے لیے ضروری ہے کہ زندگی میں یقین و نظر، فخر و سُرور، اپج اور اُٹھان کی خصوصیات معاشرے میں موجود ہوں جس طرح کسی نظم میں معنی اور اظہار کو علاحدہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ فن، فلسفہ اور ادب ایک فردِ واحد کے شاہ کار بھی ہوتے ہیں، لیکن وہ اس معاشرے کی بھی پیدوار ہوتے ہیں جس کا ایک حصہ وہ فرد ہے اور کلچر کے لحاظ سے یہی دوسرا پہلو اہم ہے۔ یہ شاہ کار کلچر کا اظہار بھی ہوتے ہیں اور کلچر کو پیدا بھی کرتے ہیں۔ کوئی نظم، عمارت، گانا بالذّات کلچر نہیں ہے بلکہ کلچر کے لحاظ سے اہم بات یہ ہے کہ معاشرے میں اس کا کیا مقام ہے۔ معاشرے نے اس کو کس حد تک پیدا کیا؟ اور معاشرے کا اس کے متعلق کیا ردِ عمل ہے؟ دیہاتی ناچ کا، قوالی کا، بھجن کا، قرأت کا، ناچ گانے کی ہر قسم کا ایک مخصوص ماحول ہوتا ہے جس سے وہ پیدا ہوتے ہیں اور کچھ آداب و شرائط ہوتے ہیں جن میں ان کا اظہار ہے۔ افسروں اور کلرکوں اور نو دولتیوں کے سامنے مصری قرأت اور لڈّی ناچ اور قوالی اور ٹھمری اور بھنگڑا ناچ پیش کر کے اس کو 'کلچرل شو' کا نام دینا کلچر کا مُنہ چڑانا ہے۔" (۵)

وہ تمام علوم و فنون، فکر و فلسفہ، شعر و ادب جو داخلی زندگی کا اظہار ہیں، دراصل یہی وہ اجزائے ترکیبی ہیں جو کلچر کا اظہار ہیں۔ پروفیسر کرّار حسین نے وہ اجزا یا عناصر جو زندگی کے خارجی مظاہر سے تعلق رکھتے ہیں، ان کو بھی کلچر میں شامل کر دیا ہے جب کہ خارجی مظاہر تو تہذیب و تمدن سے متعلق ہیں۔ انھوں نے ناچ، لڈّی اور بھنگڑا وغیرہ کا ذکر کیا۔ ان مظاہر کا تعلق بھی سوسائٹی ہی سے ہے۔ تمام طبقات، گروہ یا کلاسز کا کلچر مخصوص معاشرے کا کلچر ہوتا ہے اور کلچر میں ہر طرح کی سرگرمیاں شامل ہیں۔ ہر فرد قومی کلچر کی الگ الگ صورت ہے۔ قومی کلچر میں تمام طبقات یا گروہ ایک مرکزی دھارے میں شامل ہو جاتے ہیں۔ کلچر کے غیر مادّی نوعیت کے تقابل و موازنہ میں تہذیب مادّی ہے۔ اس میں مادّی یا concrete اشیا جو انسان استعمال کرتا ہے جیسا کہ گھر مختلف اقسام کے آلات، سامان، ہتھیار، برتن اور ذرائع آمد و رفت وغیرہ۔ ایک کلچر میں تحریری زبان، سائنس، فلسفہ، نظامِ فکر شامل ہیں۔ تہذیب وہ حالت ہے جو کلچر کی پیروی کرتی ہے۔ تہذیب کو اعلیٰ نامیاتی کلچر کے بعد کی حالت کے طور پر واضح کیا جاسکتا ہے۔ تہذیب میں مُفید مادّی اشیا اور پیداوار کے طریقے یا گروہ کے ذہنی اور جذباتی پہلوؤں پر مشتمل ہوتے ہیں۔

کلچر اور سویلزیشن کے امتیازات کے متعلق پروفیسر کرّار حسین نے لکھا ہے:

" کلچر (ثقافت) کے ساتھ ساتھ ایک اور لفظ سویلزیشن (تہذیب) بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ ان کے آپس کے تعلق پر دو مختلف اہم آرا ہیں۔ ایک تو یہ کہ کلچر کا دور کسی معاشرے کی زندگی میں پہلے ہوتا ہے۔ شاعروں اور نبیوں کا دور، اور تہذیب کا دور

خاتمہ پر ہوتا ہے۔ انجینئر وں اور ماہرینِ معاشیات کا دور، اس کے بعد معاشرے کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ تہذیب کا تعلق زندگی کے اداروں، قدروں اور اندازوں کے خارجی پہلو سے ہوتا ہے اور کلچر کا داخلی پہلو سے۔ گویا کلچر اور تہذیب کا تعلق روح اور جسم کا سا ہے۔ اس معنی میں کسی تہذیب کے معاشی دور کا اثر کلچر پر پڑتا ہے، لیکن اس سے کلچر کا درجہ متعین نہیں ہوتا۔ مثلاً ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ تمام وہ معاشرے جو جاگیردارانہ دور سے گزر رہے ہیں یا صنعتی دور سے گزر رہے ہیں، ایک ہی کلچر رکھتے ہیں۔ کلچر کی تشکیل میں ماحول کے علاوہ مذہب اور تاریخ بھی زبردست عوامل ہیں یا کلچر کے نقطۂ نظر سے یہ بات ضرور اہمیت رکھتی ہے کہ کسی معاشرے میں ترقی کی بس ایک سمت، مادّی ترقی ہی تسلیم کی جائے یا فی کس آمدنی کا اوسط ہی معیارِ زندگی بن جائے یا اپنی مفلسی کی وجہ سے قومیت اور دوسری قوموں میں دولت اور طاقت کے مظاہروں سے مسحوریت کی کیفیت طاری ہو جائے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام رُجحانات مادّی ترقی کے لیے مفید ہوں تو ہوں، لیکن کلچر کے لیے بہت غیر صحت مندانہ ہیں۔ ہمارے پاس یہ ماننے کے لیے کوئی جواز نہیں ہے کہ موجودہ یورپ جو دولت اور طاقت میں سولھویں صدی کے یورپ سے بہت بڑھا ہُوا ہے، کلچر کے اعتبار سے بھی نشاۃِ ثانیہ کے یورپ پر فوقیت رکھتا ہے۔"(۶)

کلچر اور سویلزیشن الگ الگ اصطلاحات ہیں اور ان کے حدود میں بھی واضح فرق ہے۔ کسی بھی معاشرے کا کلچر پہلے ہوتا ہے جو کہ ضروری اور لازمی ہے۔ تہذیب کے لیے کلچر کا ہونا ناگزیر ہے۔ کلچر انسانی زندگی کا داخلی اظہار ہے اور تہذیب کا تعلق انسانی زندگی کے خارجی مظاہر سے ہے۔ معیشت کا تعلق تہذیب سے ہے چوں کہ معیشت خارجی زندگی کے اظہار سے عبارت ہے۔ ادارے معاشرے کے ہوتے ہیں اور اقدار کا تعلق کلچر سے ہے، تہذیب سے نہیں ہے۔ تہذیب کا دور خاتمہ پر نہیں ہوتا بلکہ معاشرتی زندگی میں تہذیب خارجی ساختیے کی نمایندگی کرتی ہے۔ کلچر مقامی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ملک کے اندر مختلف علاقائی یا مقامی ثقافتیں ہوتی ہیں۔ کلچر تحرک سے عبارت ہے، اس لیے کلچر میں تبدیلی کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔ جاگیردارانہ معاشروں کا اپنا کلچر ہوتا ہے۔ صنعتی معاشروں کا اپنا کلچر ہوتا ہے۔ ہر کلچر الگ الگ اپنی پہچان رکھتا ہے۔

ڈاکٹر سید عابد حسین لکھتے ہیں:

"جن خصوصیات کی بنا پر قومیں واقعی بنتی ہیں، اُنھیں مدنظر رکھا جائے تو صرف جغرافیائی وحدت اور عام تہذیبی وحدت کو قومیت کی لازمی شرائط کہہ سکتے ہیں۔ باقی مذہب، نسل،

زبان اور تاریخ کا اشتراک اگر چہ سیاسی اتحاد کے لیے نہایت اہم شرائط ہیں لیکن لازمی شرائط نہیں۔ پھر تہذیب کے معاملے میں کامل وحدت تو محض ایک نصب العین ہے، جسے مختلف قوموں نے مختلف حد تک حاصل کیا ہے۔" (۷)

پروفیسر کرّار حسین کے نزدیک مذہب، ماحول اور تاریخ، کلچر کے تین ایسے عوامل ہیں جو دنیا کے کسی بھی خطے کے کلچر کو متاثر کرتے ہیں۔ اُنھوں نے مذہب کو وسیع معنوں میں استعمال کیا ہے، جس میں عقائد اور زندگی کے تمام رویے شامل ہیں، جن میں ہر طرح کے غور و فکر پر اُن کا زور ہے جسے وہ عمل انگیز (Catalyst) سے تشبیہہ دیتے ہیں، جو خود تبدیل ہوئے بغیر سب کچھ تبدیل کر دیتا ہے۔ دوسرے عامل ماحول میں اُنھوں نے جغرافیائی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی ماحول کی بات کی ہے۔ جغرافیائی ماحول مخصوص حدود کی بات کرتا ہے، معاشرتی ماحول باہمی تعلقات کی بات کرتا ہے، معاشی ماحول پیداوار کی بات کرتا ہے اور سیاسی ماحول مفادات کی نمائندگی کرتا ہے۔ ماحول کے یہ تمام اجزا کلچر پر یکساں اثر انداز ہوتے ہیں۔ تیسرا عامل تاریخ، تاریخی واقعات وحوادث اور تاریخی شعور کا ہے جس میں کسی بھی قوم کے ہیروز، اُس قوم کی شکست و فتح اور اُس کا ماضی شامل ہیں، جن کی بنیاد پر کسی بھی قوم کے لوگ ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں۔ کلچر کی وحدت کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کرّار حسین نے اِنھی عوامل پر بحث بھی کی ہے۔ محض مذہب کا ایک ہونا اُن کے نزدیک کلچر میں وحدت پیدا کرنے کا باعث نہیں بن سکتا اور اُن کی اِس بات میں خاصا وزن ہے۔ دنیا میں اِس وقت مسلم اکثریت والے پچاس ممالک ہیں، مگر اِن تمام ممالک کا کلچر ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ مذہب کا ایک ہونا، کلچر کے ایک ہونے کی دلیل نہیں ہے، مگر کلچر کے ایک جزو کے طور پر مذہب کی شمولیت ناگزیر ضرور ہے۔ جغرافیائی ماحول کی جہاں تک بات ہے، تو صرف اِس ایک عامل کے ہونے سے بھی کرّار حسین کے نزدیک کلچر میں وحدت پیدا نہیں ہوتی۔ اپنی اِس بات کو ثابت کرنے کے لیے وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی مثال پیش کرتے ہیں، جو صدیوں تک ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے باوجود اپنا کلچر علیحدہ علیحدہ ہی رکھتے ہیں۔ اُن کی یہ بات بھی اپنی جگہ مسلّم ہے، یعنی جغرافیہ تبدیل ہونے سے کلچر بھی تبدیل ہو جاتا ہے، اور ایک ہی جغرافیائی ماحول میں رہنے کے باوجود بھی لوگوں میں مختلف کلچر زدیکھنے کو ملتے ہیں۔ ۱۹۴۷ء سے پہلے ہندوستانی کلچر کی بات ہوتی رہی اور اِس کلچر میں بھی مختلف رنگ نظر آتے رہے، پھر جغرافیہ تبدیل ہونے سے یہی کلچر ہندوستانی کلچر اور پاکستانی کلچر میں تبدیل ہو گیا، پھر ۱۹۷۱ء کے بعد سے بنگلہ دیشی کلچر بھی اُبھر کر سامنے آ گیا۔ قومیت کے نئے بیانیے نے کلچر میں جہاں نئے رنگ بھرے، وہیں اِسے جغرافیائی حدود کا پابند بنانے کی بھی بھرپور کوشش کی۔ پیداوار کے طریقے ایک جیسے ہونے سے بھی کلچر میں وحدت پیدا نہیں ہو جاتی۔ اپنی اِس بات کی دلیل میں کرّار حسین نے قرونِ وسطیٰ کے مسلم معاشرے اور یورپی معاشرے کے مثال پیش کی ہے، جہاں پیداوار کے طریقے ایک جیسے تھے، مگر ہر دو خطوں کا کلچر یکسر مختلف۔ اِن تمام عوامل پر بحث سے ایک بات تو واضح ہو گئی کہ کسی بھی

معاشرے کے اندر جومختلف عوامل بیک وقت کارفرما ہوتے ہیں، ہر عامل کا معاشرے پر اپنا مخصوص رنگ نظر آتا ہے۔اِن کے مشترکہ تاثر سے معاشرے کی ایک تصویر بنتی ہے، جو اُس معاشرے کا کلچر کہلاتا ہے۔

پروفیسر کرّار حسین اِس ضمن میں لکھتے ہیں:

"ایک کلچر کے اندر جو مختلف عوامل کام کرتے ہیں اور اُن کا جو مجموعی اثر ہوتا ہے، تو اُس سے جو زندگی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اُس کو ہم کلچر کہہ دیتے ہیں۔"(۸)

مذہب اور خدا کے تصور کو کلچر کے ساتھ جوڑ کر مغرب میں بھی پیش کیا گیا ہے۔

میتھیو آرنلڈ "Culture and Anarchy" میں لکھتے ہیں:

"Culture is the study of perfection whereby one may make reason and the will of God prevail."(9)

ہینری وین ٹل "The Calvinistic Concept of Culture" میں لکھتے ہیں:

"Culture is the total human effort of subduing the earth together with its total achievement in fulfilling the creative will of God."(10)

ٹی ایس ایلیٹ "Notes Towards the Definition of Culture" میں لکھتے ہیں:

"No culture can appear or develop except in relation to a religion."(11)

کلچر کی بات چاہے مشرق میں ہو یا پھر مغرب میں، مذہب کو کلچر کے ایک لازمی حصے کے طور پر پیش کیا جاتا رہا ہے۔ پروفیسر کرّار حسین نے بھی کلچر کے عوامل کو بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے مذہب کی ہی بات کی ہے، کیوں کہ مذہب کی جھلک کسی نہ کسی حد تک دنیا کے ہر کلچر میں دیکھی جاسکتی ہے، مگر پروفیسر کرّار حسین کے یہاں کلچر میں مذہب کے عامل کو وسیع تناظر میں شامل کر کے پیش کیا گیا ہے۔ اسی وسیع تناظر کو انھوں نے عمل انگیز (Catalyst) کا نام دیا ہے۔ برصغیر میں آنے والے مسلمانوں میں عرب، ترک، ایرانی اور پٹھان شامل تھے۔ کرّار حسین کے نزدیک برصغیر کے کلچر پر ایرانی اور ترکی کلچر کے رنگ نمایاں نظر آتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کی آبادی نہ صرف مختلف النسل ہے بلکہ اِن کی زبانیں بھی مختلف ہیں۔ تہذیب کے اعتبار سے بھی یہاں خاصا فرق موجود ہے، جس کے باعث یہاں وحدت کی نمایاں کمی ہے۔ ہندوستان میں سیاسی اعتبار سے دربار اور روحانی اعتبار سے خانقاہیں یہاں کے معاشرے کے دو قطب رہے ہیں۔ کرّار حسین اِن دونوں قطبین کو سیاسی اور روحانی ہونے کے ساتھ ساتھ کلچر کے مراکز بھی قرار دیتے ہیں، جو مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں پر بھی اثر انداز ہوئے، یہیں سے ایک ایسے کلچر کی بنیاد بھی پڑی، جسے ہندوستانی ادیب اور نقاد مشترکہ کلچر سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی ضمن میں ڈاکٹر خلیق انجم لکھتے ہیں:

"اگر آج برصغیر میں کوئی ایسی تہذیب ہے جسے ہم ہند ایرانی کلچر یا ہندو مسلم کلچر یا مشترکہ کلچر کہہ سکتے ہیں تو وہ عالموں، شاعروں، ادیبوں اور ان سب سے بڑھ کر مسلمانوں اور ہندو صوفیائے کرام کی دین ہے۔ اِس کلچر کے فروغ میں عوام کا بھی براہِ راست حصہ ہے۔ جو مسلمان دوسرے ملکوں سے آئے تھے اُنھوں نے یہاں کے رسم و رواج، طور طریق، لباس، زبان غرض ہر چیز کو متاثر کیا اور خود بھی متاثر ہوئے۔ اِس کلچر کی تشکیل میں سب سے بڑا حصہ اُن لوگوں کا ہے جنھوں نے ہندوستان میں اسلام قبول کیا۔ یہ لوگ اگرچہ مسلمان ہوگئے لیکن اُنھوں نے اپنی بیشتر ہندو روایات اور رسم و رواج کو قائم رکھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ہند، پاکستان اور بنگلہ دیش کے مسلمانوں کے جو رسم و رواج ہیں وہ ننانوے فی صدی ہندوستانی ہیں۔ شادی، غمی، بچے کی پیدائش، اُس کی تربیت، موت غرض اِن تمام موقعوں پر جو رسمیں ادا کی جاتی ہیں، وہ سب ہندوستانی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہندو جن موقعوں پر منتر پڑھتے ہیں، مسلمان قرآن شریف۔" (۱۲)

کلچر اور جغرافیائی حدود کے حوالے سے ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

"جب میں پاکستانی کلچر کا نام لیتا ہوں تو میرا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں ایک جغرافیائی حدود میں رہنے والے لوگوں کی اُس روح کو دریافت کروں جو قومی سطح پر ایک بنگالی، ایک پنجابی، ایک سندھی، ایک پٹھان، ایک بلوچی اور ایک مہاجر میں مشترک ہے اور جس کے باعث اِن سب کے طرزِ فکر و عمل میں نہ صرف مماثلت اور اشتراک پایا جاتا ہے بلکہ جس میں ہر علاقے کا رہنے والا برابر کا شریک ہو۔" (۱۳)

کلچر کو عموماً تین طرح سے بیان کیا جاتا ہے۔ پہلی صورت حال Ideal ہے، جس میں عالمی اقدار کی بات کی جاتی ہے جو کہ انسانی سوچ کی عکاس ہیں۔ یہاں کلچر انسانی ذہن کی پختگی کے عمل کو تکمیل کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ دوسری صورت حال Documentary ہے، جس میں کلچر تخیل کی وسیع پیداوار کی مدد سے انسانی تجربات و احساسات کو محفوظ کرتا ہے، جو تنقیدی سرگرمیوں کو پروان چڑھاتا ہے۔ اِسی کی بنیاد پر تصورات، خیالات اور تجربات کی نوعیت اور زبان کی کیفیت کو بیان کیا جاتا ہے اور اِن کی قدر و قیمت متعین کی جاتی ہے۔ تیسری صورت حال Social ہے، جو سماجی رویوں کی آئینہ دار ہے، جس میں کلچر زندگی کے مخصوص طرزِ عمل، رویوں اور اداروں کی نمائندگی کرتا ہے۔ کلچر مجموعی طور پر Dynamic طرزِ فکر و عمل رکھتا ہے، جس میں وقتاً فوقتاً بہت سی تبدیلیوں کا امکان جاری و ساری رہتا ہے۔

ریمنڈ ولیمز "The Analysis of Culture" میں لکھتے ہیں:

"In a society as a whole, and in all its particular activies, the cultural tradition can be seen as a continual selection and re-selection of ancesters. Particularly lines will be drawn, often for as long as a century, and then suddenly with some new stage in growth these will be cancelled or weakened, and new lines drawn."(14)

کلچر پیدائشی نہیں ہے۔ امتیازی خصوصیات (traits) معاشرتی تعامل، عادت اور افکار کے ذریعے سیکھی جاتی ہیں جو کہ کلچر کہلاتا ہے۔ انسان ثقافتی رویے کا اظہار کرتا ہے کیوں کہ اس میں علامتی گفتار کی صلاحیت ہوتی ہے۔ کلچر کی ایک نسل سے دوسری میں ترسیل ہوتی ہے جس کے نتیجے میں کلچر تسلسل کے ساتھ مجموعہ (accumulating) بن جاتا ہے۔ نئی نسل اپنے سے پیشتر نسل کے تجربات سے کلچر کے ابلاغی و ترسیلی صلاحیت کے ذریعے مستفید ہوتی ہے۔ فردِ واحد کلچر کی منتقلی اور ترسیل میں کچھ حصہ لیتا ہے لیکن کلچر انفرادی کے بجائے سماجی ہے۔ یہ گروہوں یا طبقات کے افراد کی توقعات کا داخلی اظہار ہے...... انسان طبقات یا گروہوں سے الگ رہ کر کلچر تخلیق نہیں کرسکتا۔ کلچر میں وہ مثالی طرزِ عمل اور رویوں کی اقدار شامل ہیں جن کے مطابق معاشرے کے افراد عمل کرتے ہیں۔ سماج ان آدرش، اقدار اور طرزِ عمل کو قبول کرتا ہے۔ کلچر اُن اخلاقی اور سماجی ضروریات کو پورا کرتا ہے جو اپنے آپ میں مکمل ہیں۔ سماجی عادات کلچر میں شامل ہیں۔ عادات صرف اُن سرگرمیوں سے تشکیل پاتی ہیں جو کہ کچھ ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ ان ضروریات کو پورا کیے بغیر کلچر وجود نہیں رکھ سکتا۔ کلچر میں ایک ترتیب اور مربوط نظام ہوتا ہے۔ اس کے متعدد حصے ایک دوسرے سے جُڑے ہوتے ہیں اور کوئی نیا عنصر جو متعارف کروایا جاتا ہے، وہ بھی اس میں مربوط ہوجاتا ہے۔ وہ ثقافتیں جو بیرونی اثرات کو قبول کرتی ہیں وہ زیادہ متنوع ہوتی ہیں، لیکن پھر بھی ان ثقافتوں کو کسی نہ کسی حد تک مربوطیت کے عمل سے کلچر ہی گزارتا ہے۔ اِس طرح کلچر سماجی، مثالی ہوتا ہے اور انسان کی بہت سی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ اس میں ابلاغ، مطابقت اور مربوطیت کی خصوصیات موجود ہوتی ہیں۔ یہ انسان کی مخصوص خُوبی ہے۔ یہ اس کے سماجی ورثے کا ثبوت ہے۔ ماحول کی تسخیر کے نتیجے میں کلچر میں تبدیلی پیدا ہورہی ہے اور اِس منقلب ہونے کے عمل (transformation) کے نتیجے میں یہ لگاتار بیرونی طاقتوں سے مطابقت اختیار کرتا ہے، لیکن ایک دفعہ یہ ترقی یافتہ ہوجاتا ہے تو قُدرتی ماحول کا اثر کم ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ کلچر کے متعدد پہلو بھی ترقی یافتہ ہوجاتے ہیں اور اُن میں داخلی مطابقت نتیجتاً ضروری ہوجاتی ہے۔

☆ کلچر اُن عناصر پر مشتمل ہے جو انسان نے تخلیق کیے ہیں اور جس میں وہ پہلے سے بہتری پیدا کرسکتی ہے۔

☆ نادر و نایاب عناصر کا تعارف؛ کلچر کی پیچیدگی اور خوبیوں میں اضافہ کرتا ہے۔
☆ ایک نسل سے دوسری نسل تک (Psychic Form) میں اپنا ابلاغ کرتا ہے۔
☆ کلچر صرف انسانی معاشرے میں پایا جاتا ہے۔

ریمنڈ ولیمز "Culture and Society" میں لکھتے ہیں:

"We live in a transitional society, and the idea of culture, too often, has been identified with one or other of the forces which the transition contains. Culture is the product of the old leisured classes who seek now to defend it against new and destructive forces. Culture is the inheritance of the new rising class, which contains the humanity of the future; this class seeks, now, to free it from the restrictions."(15)

تہذیب کے اجزا عموماً فزیکل، حیاتیاتی اور ٹیکنولوجیکل ہوتے ہیں۔ تیکنیک، تہذیب کا ایک حصہ ہے۔ تہذیب؛ ماحول کے ساتھ فزیکل مطابقت اختیار کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ تہذیب خارجی سٹرکچر کی نمایندگی کرتی ہے۔ نیچر کے ساتھ انسان کی مطابقت اختیار کرنے کی تیکنیک اس میں شامل ہے۔ پس تہذیب کے اجزا بیرونی و خارجی اور واضح ہوتے ہیں۔ تہذیب کے مطالعے میں مکانات، ابلاغ کے ذرائع، لباس، صنعتیں اور ہتھیار وغیرہ شامل ہیں۔ پروفیسر کرّار حسین کلچر کے حوالے سے قبلِ مسیح کے یونانی سماج سے سقراط، ایلزبتھ کے زمانے میں شیکسپیئر اور ہندوستان میں میر و غالب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" تیسری غلط فہمی یہ ہے کہ کلچر کی ترقّی کے لیے تعلیم کو عام کیا جائے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ کلچر کے معنی ایک دو بڑے مفکّر یا ادیب یا شاعروں کا پیدا ہونا نہیں ہے بلکہ کلچر درجہ بہ درجہ پورے معاشرے کا ہوتا ہے۔ یونانِ قدیم میں کلچر کی دلیل سُقراط نہیں ہے بلکہ یہ حیرت انگیز حقیقت ہے کہ لوگ ایتھنز کے بازاروں اور چوراہوں پر کھڑے ہوئے، اس شوق اور انہماک کے ساتھ اس کی دقیق اور فلسفیانہ بحثوں میں حصہ لے رہے تھے جس طرح اپنے زمانے کے آدمی کسی مداری کا تماشا دیکھ رہے ہوں یا اولمپک کے میلے کے تماش بین یہ فیصلہ کر رہے ہوں کہ سال کا سب سے بڑا شاعر کون ہے۔ ایلزبتھ کے زمانے میں انگلستان کے کلچر کی دلیل شیکسپیئر نہیں ہے بلکہ یہ حیرت انگیز حقیقت ہے کہ لندن کے کرخن دار، گھنٹوں اس کے کھیل میں محو ہیں اور فن کار اور اس کے سامعین میں ایک گہری telepathy موجود ہے۔ اس طرح کلچر کی دلیل میرؔ اور غالبؔ نہیں ہیں بلکہ اس

زمانے کے بے مثال ادارے مشاعرے ہیں اور وہ مقام ہے جو میر اور غالب کو اپنے زمانے کی سماجی زندگی میں حاصل تھا بلکہ وہ تعلق جو اُن کو سماجی زندگی سے تھا۔" (۱۶)

کلچر کے اجزا میں علوم وفنون شامل ہیں لہٰذا تعلیم کے میدان میں جو بھی ترقی ہوگی اس ترقی کی عکاسی مخصوص معاشرتی زندگی کے کلچر کے ذریعے سے ضرور بالضرور ہوگی۔ کلچر پورے معاشرہ کا ہی نہیں ہوتا بلکہ ایک معاشرے کے اندر جتنے گروہ یا طبقات ہوتے ہیں، سب کا کلچر ہوتا ہے مگر ان طبقات کا کلچر حقیقت میں سوسائٹی کے کلچر پر منحصر ہوتا ہے۔ یونانِ قدیم کی معاشرتی زندگی تو سُقراط، افلاطون اور ارسطو جیسے فلاسفہ کے ذریعے جدید دور تک اپنی عکاسی کرتی ہے۔ درحقیقت سقراط اور ارسطو نہ ہوتے تو یونانِ قدیم کی معاشرتی حالت اور کلچر کا موجودہ دور میں کیسے اندازہ لگایا جاتا! اسی طرح شیکسپیئر اپنے عہد کے معاشرے اور کلچر کے نمایندے ہیں۔ انھی کے ذریعے ایلزبتھ کے دور کے انگلستان کے کلچر کا پتا چلتا ہے۔ اسیطرح میر اور غالب اپنے اپنے عہد کے معاشرے اور کلچر کی نمایندگی کرتے ہیں۔ اس کلچر کی Depiction کیوں کر ممکن تھی! اگر میر اور غالب کی تصانیف آج کے دور تک نہ پہنچ پاتیں! سُقراط جیسے عالی دماغ معاشروں کو بے سمتی کی طرف نہیں لے جاتے بلکہ معاشروں کو کوئی سمت دے کر راہنمایانہ کردار ادا کرتے ہیں۔ ایسے بڑے دماغ رجحان ساز ہوتے ہیں۔ عام لوگوں اور خواص کے افکار و تصورات اور نظریات پر اثر انداز ہو کر معاشروں کو صحیح ڈگر پر چلاتے ہیں۔ سُقراط ہوں یا شیکسپیئر، میر ہوں یا غالب انھوں نے بڑے پیمانے پر معاشرتی زندگی کو متاثر کیا بلکہ یہ سلسلہ تسلسل کے ساتھ نسل در نسل سماجی سطح پر منتقل ہو رہا ہے اور ان کی غیر معمولی بصیرت سے آج بھی معاشرے رہنمائی لے رہے ہیں بلکہ کسبِ فیض کر رہے ہیں۔ مذکورہ قلم کار اپنے معاشروں کی عظیم دانش اور اپنے اپنے کلچر کے نمایندے ہیں۔ انھی کا اعجاز تھا کہ معاشروں میں ایسے رُجحان پیدا کر رکھے تھے اور لوگ ان سے فیض حاصل کر رہے تھے۔ مذکورہ قلم کاروں کو ان کے معاشروں سے الگ کر کے دیکھا جائے تو پھر اندازہ ہوگا کہ ان کے معاشروں کی کیا حیثیت اور وقعت رہ جاتی ہے!

ایڈورڈ ڈواڈی سعید "Culture and Imperialism" میں لکھتے ہیں:

"culture is not monolithic either, and is not the exclusive property of East or West, nor of small groups of men or women."(17)

پروفیسر کرّار حسین نے پاکستانی قوم کے تاریخی شعور کے تسلسل، تاریخ اور کلچر کے ضمن میں لکھا ہے:

" کلچر کسی معروف معاشرے کے مخصوص طرزِ زندگی کا نام ہے، اس لیے کلچر کے متعلق پہلا سوال اس معاشرے کی تعریف ہے جس سے وہ کلچر متعلق ہے۔ ہم کون ہیں؟ ہمارا ماضی کیا

ہے! اس کے جواب میں موئن جوڈرو اور ہڑپہ اور گندھارا اور مینامتی کی مٹی ہوئی تہذیبوں سے اپنا رشتہ جوڑنا بے کار اور بے معنیٰ بات ہے۔ ہمارا ماضی وہی ہے جہاں تک ہمارے تاریخی شعور کا تسلسل جاتا ہے۔ رشتہ جوڑنے سے رشتہ قائم نہیں ہوتا۔ اب وہ تہذیبیں تاریخ کے عجائب خانے کی زینت ہیں جو قدیم آریا تہذیب یا قدیم ہندو تہذیب پر اثر انداز ہو کر خود ختم ہو چکیں۔ ہم ہند، مسلم معاشرے کا ایک بڑا حصہ ہیں جو ۱۹۴۷ء سے ایک بدلے ہوئے تاریخی، سیاسی، جغرافیائی ماحول میں اپنی تقدیر کی منازل طے کر رہا ہے۔ اس معاشرے کی تشکیل اور استقلال میں کیا تاریخی اور تہذیبی عوامل کارفرما تھے...... لیکن چوں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک سیاسی ہی نہیں، تہذیبی رقابت بھی چلتی رہی۔ اس لیے ہمارا قدیم ہند کی تہذیب سے رشتہ منقطع ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہم نے اس تہذیب کو اپنے ادب یعنی فارسی اور اُردو ادب کے پس منظر میں بھی کوئی جگہ نہ دی۔" (۱۸)

پروفیسر کرّار حسین نے بھی ڈاکٹر وزیر آغا کے اس تصور سے اختلاف کیا ہے جس میں انھوں نے پاکستانی تہذیب وتمدن کے ڈانڈے ہڑپہ اور موئن جوڈرو سے ملائے تھے۔ بنیادی عنصر تہذیب وتمدن نہیں بلکہ کلچر ہے اور کلچر کا تعلق زندہ معاشروں سے ہے۔ پروفیسر کرّار حسین اس بات کو اہم قرار دیتے ہیں کہ پاکستانی قوم کا ماضی تاریخی شعور کا تسلسل موئن جوڈرو اور ہڑپہ سے ملانا، کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ پروفیسر کرّار حسین نے ہندو اور مسلم دو طبقاتی سماج کے امتیاز کو بھی نمایاں انداز سے پیش کیا ہے جب کہ پاکستانی معاشرے کے کلچر کی نمایندگی فارسی شعر وادب تو نہیں کر رہا بلکہ اُردو شعر وادب کی نفی تو نہیں کی جا سکتی۔ اُردو شعر وادب تو پاکستانی کلچر کی نمایندگی میں اہمیت کا حامل ہے۔ کلچر درحقیقت مقامی اجزائے ترکیبی اور معاشرتی زندگی کے عناصر وعوامل سے تعبیر وعبارت ہے۔ اس لیے پاکستان کا کلچر صدیوں کی افرادِ معاشرہ کی زندگی کے نسل درنسل سماجی معلومات کی منتقلی پر مشتمل ہے۔ اس لیے یہ سوال اٹھانا کہ پاکستان کا کلچر کیا ہوگا۔ یہ سوال سرے سے ہی غلط ہے۔ پاکستان کا وہی کلچر ہے جس کی نمایندگی پاکستان کے مقامی معاشروں کے لوگ کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کلچر پیدا نہیں کیے جاتے بلکہ معاشرتی زندگی میں صدیوں کی سماجی زندگی کے تعامل سے کلچر خُود بہ خُود پیدا ہوتے ہیں۔ معاشروں میں اگر اعلیٰ انسانی اقدار، اخلاقیات، روایات، رویے پیدا ہوں گے تو کلچر ان کی عکاسی کرے گا۔ کلچر سے ان اجزا وعناصر وعوامل کی نمایندگی ہوگی۔ تمام انسانی معاشروں میں کلچر مقامی یا علاقائی ہوتے ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں بھی متعدد علاقائی کلچر ہیں۔

پروفیسر کرّار حسین نے لکھا ہے:

"پاکستان میں بہت سے علاقائی کلچر ہیں۔ میں سیاست کی بات نہیں کر رہا ہوں، لیکن

ضرور ہے کہ کلچر کی سطح پر ہر علاقہ اپنی زندگی، اپنے طریق پر رہنے کی آزادی محسوس کرے (میں جب یہ بات کہتا ہوں تو کلچرل مسئلے اور سیاست کے تعلق سے انکار نہیں کرتا) اور اس بات کا شوق محسوس کرے کہ دوسرے علاقوں سے اپنا ربط ضبط بڑھائے۔ ادب کی حد تک ہم قومی کلچر اس ادب کو کہہ سکتے ہیں جو اُردو اور بنگالی میں پیدا ہو رہا ہے۔ قومی کلچر اور علاقائی کلچر میں ایک گہرا رشتہ پیدا ہونے کی ضرورت ہے اور یہ بات دونوں کے لیے مفید ہے۔ اس معاملے میں پاکستان کے بڑے شہر ایک مرکزی کردار ادا کر سکتے ہیں۔"(۱۹)

پروفیسر کرّار حسین کے مضمون کے داخلی و متنی شواہد سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ مضمون اس دور کا ہے جب سقوطِ ڈھاکہ نہیں ہُوا تھا۔ اس دور میں ریاست پاکستان کو جو مسائل درپیش تھے وہ یقیناً پیچیدہ نوعیت کے تھے۔ پاکستانی دانش وروں نے میتھیو آرنلڈ کی 'کلچر اینڈ انارکی' اور ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ کی 'نوٹس ٹو ورڈز دی ڈیفینیشن آف کلچر' کا بھی مطالعہ کیا ہوگا۔ اوّل الذکر کلچر کی ادبی تعبیرات پر مشتمل تصنیف ہے اور موخر الذکر نہایت عمیق نقاد کی تصنیف ہے۔ ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ چوں کہ کیتھولک فرقے سے تعلق رکھتا تھا۔ اس لیے یورپ کے کلچر میں وحدت، یگانگت اور یکجہتی پیدا کرنے کا خواہاں تھا مگر پورے یورپ کے کلچر کو ثقافتی وحدت کی لڑی میں باوجود ہزار ہا کوشش پرو نہ سکا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کلچر میں مقامی یا علاقائی عناصر کی کارفرمائی کا عمل نہایت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ پروفیسر کرّار حسین بھی علاقائی تقاضوں کو قومی کلچر کے مرکزی دھارے میں لاکر ملکی سطح پر وحدت، یگانگت اور یکجہتی کے علم بردار تھے۔ اسی لیے وہ اُردو اور بنگالی کے ادب کو قومی ادب تصور کر رہے تھے۔ اس لیے وہ علاقائی ثقافتوں کے لیے ایسی فکر رکھتے تھے کہ علاقائی ثقافتوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تعلق ہونا چاہیے۔ اسی میں وہ علاقائی ثقافتوں اور قومی کلچر کی بہتری محسوس کر رہے تھے۔ علاقائی ثقافتوں اور قومی کلچر میں اگر چند ایک مماثلتیں ہوں تو ان کے مابین کوئی رشتہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر معاشروں کے مابین سماجی نوعیت کے تعلقات کو قائم کرنے کی بات ہو تو معاشروں اور ملکوں کے مابین سماجی انصاف اور عدل کی بنیاد پر رشتوں میں گہرائی بھی پیدا ہوتی اور رشتے قائم بھی رہتے ہیں۔ اس طرح معاشروں کی مجموعی حالت اور کیفیت کی عکاسی کلچر کے ذریعے ہوتی ہے۔ کلچر انھی عناصر و عوامل کی عکاسی کرتا ہے جو حقیقت میں معاشرتی زندگی میں موجود ہوں۔

☆☆☆☆

حوالہ جات

(1) Daily "The Express Tribune", "Half Sufi, half communist" Dated: November 7, 2010

(۲) پروفیسر کرّار حسین۔(۱۹۹۹ء)۔سوالات وخیالات،(مرتبہ:انتظار حسین)،کراچی:فضلی سنز۔(ص۱۰)

(۳) رشید احمد جالندھری۔(۲۰۰۱ء)۔پاکستان کا ثقافتی ورثہ،(مرتبہ: شیخ محمد اکرام)،(مترجمہ:افتخار احمد شیروانی)،لاہور:ادارہ ثقافتِ اسلامیہ۔(ص.۵)

(4) Rcragun Ryan T. Cragun "Introduction to Sociology" Wikibooks, 2010, Page 44

(۵) پروفیسر کرّار حسین۔(۱۹۹۹ء)۔سوالات وخیالات،(مرتبہ:انتظار حسین)،کراچی:فضلی سنز۔(ص۱۱)

(۶) ایضاً۔(ص.۱۲)

(۷) ڈاکٹر سید عابد حسین۔(۱۹۵۵ء)۔قومی تہذیب کا مسئلہ،علی گڑھ:انجمن ترقی اُردو۔(ص. ۱۳)

(۸) پروفیسر کرّار حسین۔(۱۹۹۹ء)۔سوالات وخیالات،(مرتبہ:انتظار حسین)،کراچی:فضلی سنز۔ص . ۲۵

(9) Mathew Arnold "Culture and Anarchy" Smith, Edler & Co. London, 1869, Page 8

(10) Henry Van Til "The Calvinistic Conept of Culture" Grand Rapids: Baker, 2001 (Reprint of 1972 ed.), Page 28

(11) Eliot, T.S. "Notes Twowards the Definition of Culture" Faber & Faber Ltd. London, 2010, Page 9

(۱۲) ڈاکٹر خلیق انجم۔(۲۰۱۴ء)۔ہندوستانی قومیت اور مشترکہ کلچر،(مشمولہ: اُردو اور مشترکہ ہندوستانی تہذیب)،(مرتبہ:ڈاکٹر کامل قریشی)،دہلی:اُردو اکادمی۔(ص. ۱۴۳)

(۱۳) ڈاکٹر جمیل جالبی۔(۱۹۶۴ء)۔پاکستانی کلچر،کراچی۔(ص.۷۰)

(14) Raymond Williams "The Analysis of Culture" included "Cultural Theory and Popular Culture" (Edited By John Storey), The University of Georgia Press, Athens, 1998, P- 56

(15) Raymond Williams "Culture and Society" Columbia University Press, New York, 1958, Page 319

(۱۶) پروفیسر کرّار حسین۔(۱۹۹۹ء)۔سوالات وخیالات،(مرتبہ:انتظار حسین)،کراچی:فضلی سنز۔(ص. ۱۳)

(17) Edward W. Said "Culture and Imperialism" Vintage Books, New York, 1993, Page xxiv

(۱۸) پروفیسر کرّار حسین۔(۱۹۹۹ء)۔سوالات وخیالات، (مرتبہ: انتظار حسین)، کراچی: فضلی سنز۔(ص ۱۴)

(۱۹) ایضاً۔(ص.۱۶)

مآخذ

اُردو کتب

(۱) انتظار حسین: "سوالات وخیالات" (مرتبہ)، کراچی: فضلی سنز، ۱۹۹۹ء

(۲) جمیل جالبی، ڈاکٹر: "پاکستانی کلچر"، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۴ء

(۳) عابد حسین، سید، ڈاکٹر: "قومی تہذیب کا مسئلہ"، علی گڑھ: انجمن ترقی اُردو، ۱۹۵۵ء

(۴) کامل قریشی، ڈاکٹر: "اُردو اور مشترکہ ہندوستانی تہذیب" (مرتبہ)، دہلی: اُردو اکادمی، طبع چہارم، ۲۰۱۴ء

(۵) محمد اکرام، شیخ: "پاکستان کا ثقافتی ورثہ" (مرتبہ)، (مترجمہ: افتخار احمد شیروانی)، لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ۲۰۰۱ء

English Books

(1) Arnold, Mathew: "Culture and Anarchy" Smith, Edler & Co. London, 1869

(2) Eliot, Thomas Stearns: "Notes Twowards the Definition of Culture" Faber & Faber Ltd. London, 2010

(3) Henry, Van Til: "The Calvinistic Conept of Culture" Grand Rapids: Baker, 2001 (Reprint of 1972 ed.)

(4) John, Storey: "Cultural Theory and Popular Culture" The University of Georgia Press, Athens, 1998

(5) Raymond, Williams: "Culture and Society" Columbia University Press, New York, 1958

(6) Said, Edward Wadie: "Culture and Imperialism" Vintage Books, New York, 1993

Newspaper

(1) Daily "The Express Tribune" Pakistan, Dated: November 7, 2010